سوال

(173) جو آدمی ایک یا زیادہ نمازیں قصداً چھوڑ دے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جو آدمی ایک یا زیادہ نمازیں قصداً چھوڑ دے، رسول اللہ ﷺ کے کہنے کے مطابق کہ ''جس نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دیا وہ کافر ہے'' کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جمہور اہل سنت کے نزدیک تارک نماز مسلمان ہے کافر نہیں بشرطیکہ دوسرے موجبات شرک و کفر کا ارتکاب یا ضروریات دین کا انکار نہ کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک اعمال داخل جزء ایمان نہیں ہیں بلکہ دین کو مکمل کرنے والے ہیں اور معتزلہ و خوارج اعمال کو اصل ایمان کا جزء قرار دیتے ہیں اور تارک عمل خواج کے نزدیک کافر ہے اور معتزلہ کے نزدیک کفر و ایمان کے درمیان ہے اور اعمال کا ایمان سے علیحدہ ہونا اس بات سے ظاہر ہے کہ اعمال کا عطف ایمان پر ڈالا گیا ہے اور معطوف و معطوف علیہ الگ الگ چیزیں ہوتے ہیں اور کسی چیز کا عطف اسی چیز پر نہیں ہوتا، تفسیر بیضاوی اور تفسیر مظہیر میں ایسا ہی لکھا ہے۔

اور بہت سی حدیثیں بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اعمال اصل ایمان سے خارج ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس کی لونڈی کے بیٹے ہیں، اس کا کلمہ جس کو مریم کی طرف ڈالا اور اس کی طرف سے روح ہیں، جنت اور دوزخ حق ہیں تو اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا، خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں اور حضرت معاذ والی حدیث کہ میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا، آپ نے فرمایا، اے معاذ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے، میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانیں، فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ کرے، میں نے عرض کیا، کیا میں لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ سناؤں، آپ نے فرمایا رہنے دے، بھروسہ کر بیٹھیں گے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو سچے دل سے شہادت دے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دیں گے اور ابوذرؓ سے آپ نے فرمایا جو بندہ لا الہ الا اللہ کہے، پھر اسی پر مر جائے، وہ جنت میں داخل ہوگا، اگرچہ زنا اور چوری کرے اور شفاعت کی لمبی حدیث ہے، جو ابو سعید سے بخاری اور مسلم میں مروی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ کبائر کے مرتکب اور تارک نماز کافر نہیں ہیں، بلکہ نافرمان ہیں جو بالآخر شفاعت یا خدا کی رحمت سے جنت میں چلے جائیں گے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، فرشتوں، نبیوں اور مومنوں نے سفارش کر لی اب صرف ارحم الراحمین باقی رہ گیا۔ پھر خدا دوزخ سے ایک مٹھی ان لوگوں کی نکالے گا جنہوں نے کوئی نیک کام نہ کیا ہوگا، آخر حدیث تک، اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو آدمی اس حال میں مرے کہ اس کو علم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دو چیزیں واجب کرنے والی ہیں، ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں، آپ نے فرمایا، جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے مر جاوے گا وہ دوزخ میں جائے گا، اور جو شرک نہ کرے گا، جنت میں جائے گا۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری

اُمت میں سے ایک آدمی کو بلائیں گے ، اس کے ننانوے دفتر بدیوں کے ہوں گے ، ایک ایک دفتر حد نگاہ تک ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ، ان میں سے کسی گناہ کا انکار کرتے ہو؟ یا کسی کے متعلق عذر کرنا چاہتے ہو؟ کہے گا نہیں، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ، آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا ، اپنا حساب دیکھ ، وہ کہے گا میرا حساب ہی کیا ہے ، نیکی ہے ہی نہیں حساب کیسا؟ تو اللہ تعالیٰ کاغذ کا ایک پرزہ نکالیں گے ، جس پر لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوگا جو اس نے سچے دل سے پڑھا ہوگا ، اسے ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا تو وہ بوجھل ہو جائے گا ، اور ننانوے بدیوں کے دفتر ہلکے ہوجائیں گے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، تین باتیں ایمان کا اصل ہیں ، جو آدمی لاالہ الا اللہ کہے ، اس کو کسی گناہ کے باعث کافر نہ کہنا چاہیے ، اگرچہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو ، الحدیث ۔ اس حدیث میں معتزلہ اور خوارج کا رد ہے ، جو کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں ، مواقف اور عقائد نسفی میں ہے کہ کبیرہ گناہ سے مؤمن ایمان سے خارج ہوجاتا ۔

قصہ مختصر یہ کہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اعمال جزء ایمان نہیں ہیں ، آیات واحادیث اس پر گواہ ہیں ، جمہور صحابہ وتابعین ، مجتہدین ومحدثین کا یہی مسلک ہے باقی رہیں وہ احادیث جن میں تارک نماز کو کافر کہا گیا ہے ، مثلاً جابر و عبداللہ بن بریدہ کی احادیث ، سو یہ بربنائے تشدید ہے اوریا پھر کفر سے مراد کفران نعمت ہے نہ کہ اصل کفر ، احادیث میں تطبیق کی یہی ایک صورت ہوسکتی ہے ۔ البتہ کئی ایک بزرگ کفر کے قائل ہیں مثلاً ابراہیم نخعی ، ابن مبارک ، احمد ، اسحاق ، عمرو ابن مسعود وغیرہ سو یہ تغلیظا تارک نماز کو کافر کہتے ہیں اور تارک نماز کے کافر نہ ہونے پر یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ، اللہ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں ، جو اچھا وضو کرے اور وقت پر پڑھے اور رکوع خشوع اچھا کرے ت واللہ اس کو بخشے گا یہ اس کا وعدہ ہے اور اس کے وعدہ میں خلاف نہیں ہے اور جو ایسا نہ کرے گا اس کے لیے اللہ کے ذمہ کوئی عہد نہیں ہے ، چاہے تو اسے بخشے چاہے تو سزا دے ، اس حدیث میں بھی دلیل ہے کہ تارک نماز کافر نہیں اور کبیرہ کے مرتکب کے لیے نہ سزا ضروری ہے اور نہ وہ ہمیشہ کا جہنمی ہے ۔

ہاں معاذ کی حدیث میں ہے کہ جو نمازوں پر محافظت نہ کرے اور جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے تو اس سے اللہ کا ذمہ اُٹھ گیا ۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تارک نماز کے لیے امان نہیں ہے ۔ چنانچہ اسی حدیث کی بناء پر امام شافعی نے تارک نماز کے لیے قتل کا حکم دیا ہے اور دوسرے اماموں نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور امام ابو حنیفہ اور مالک اس کو مارنے اور تعزیر لگانے اور قید کرنے کا حکم دیتے ہیں ، یہاں تک کہ وہ توبہ کرے اور امام احمد سے مشہور روایت یہ ہے کہ تارک نماز کافر ہے ، لیکن مندرجہ بالا احادیث ان کے برخلاف حجت ہیں اور کفر دون کفر تو مشہور ہے یعنی کفر حقیقی کے ماتحت کفر مجازی بھی ہیں اور عبداللہ بن عباس ؓ سے اس آیت ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون (جو اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے) کا مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس سے مراد اللہ کا کفر نہیں ہے ۔ اوس اور خزرج لڑنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائیں ، تم کیسے کفر کرسکتے ہیں ، حالانکہ اللہ کی آیتیں تم پر پڑھی جاتی ہیں ، اس سے مراد اللہ کا کفر نہیں تھا بلکہ خدا کی نعمت اتفاق واتحاد کا انکار تھا ۔ واللہ اعلم ۔

[فتاوی نذیریہ]

جلد 01 ص 548

محدث فتویٰ